تبصرے

تاریخی مقالات (انگریزی) از لفٹننٹ کرنل خواجہ عبدالرشید صاحب تقطیع متوسط ضخامت ۱۶۵ صفحات طباعت اور ٹائپ روشن، قیمت مجلد -/35 پتہ پروگریسو بکس، اردو بازار لاہور

خواجہ صاحب برصغیر ہند و پاک کے نامور انگریزی اور اردو کے مصنف اور محقق ہیں آپ کی علمی تحقیقات کی داد ایران، روس اور یورپ کے علما نے بھی دی اور ان سے استفادہ کیا ہے۔ موصوف کے تاریخی مقالات کا ایک مجموعہ ۱۹۶۲ء میں چھپا تھا۔ اور ارباب علم میں اس کا بڑا چرچا ہوا تھا، زیر تبصرہ کتاب اسی سلسلہ کی دوسری کڑی یعنی جلد دوم ہے، یہ کتاب ۱۶ مقالات پر جو مختلف مجلات و رسائل میں باستثنائے دو شائع ہوتے رہے ہیں، مشتمل ہے، اس مجموعے میں چار مقالات: رانی کوٹ، قلعہ اٹک کے پاس ایک پرانی سرائے، نیلا گنبد، اور باؤلی جندیالہ شیر خاں سندھ اور پنجاب کے آثار قدیمہ پر ہیں، مقالات میں بڑی تحقیق سے ان آثار کا تاریخی، جغرافیائی اور فنی جائزہ لیا گیا اور ان آثار کے بانیوں یا ان کے تعمیری مصارف یا ان سے متعلق دوسرے امور کے بارے میں مورخین یا گزیٹیر نویسوں نے جو غلطیاں کی ہیں ایک سیر حاصل بحث کر کے ان کی نشاندہی کی گئی ہے دو مضمون خطاطی پر ہیں، ان میں سے ایک مضمون میں سات عظیم خطاطوں کی خط نسخ کی تحریروں اور نوشتوں کے فوٹوؤں کی روشنی میں ان کے فن اور ان کی فنی خصوصیات پر نہایت بصیرت افروز بحث کی گئی ہے اور دوسرے مضمون میں خط گلنام کا تعارف کرایا گیا ہے۔ یہ نہایت عجیب و غریب خط ہے، اور ہمارے علم میں پہلی مرتبہ آیا ہے، یہ خط دیکھنے میں نہایت خوبصورت اور چینی خط کی طرح گل و گلزار نظر آتا ہے، اس کی ایجاد کا سہرا سلطان محمود غزنوی کے سر ہے، سلطان نے ایک پند نامہ لکھا تھا اور چاہتا یہ تھا کہ لوگ عام طور پر اسے پڑھ نہ سکیں، اس لیے اس نے اپنے ایک مقرب مرزا عبدالمعید کو حکم دیا کہ وہ ایک ایسا خط ایجاد کرے جو کوڈ ورڈس

(C O D E WORDS) کا کام کرے اور جو بغیر اپنی کنجی کے پڑھا نہ جا سکے اور پند نامہ اس خط میں لکھا جائے، مرزا نے حکم کی تعمیل کی اور یہ خط ایجاد کیا، فاضل مصنف کا قیاس ہے اور غالباً صحیح ہے کہ محمود غزنوی کے عہد میں تہذیب و تمدن اور فنونِ لطیفہ کے اعتبار سے چین ایک ترقی یافتہ ملک تھا اور تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ غزنوی سلطنت اور چینی حکومت میں بڑے دوستانہ تعلقات تھے، اس بنا پر عجب نہیں کہ مرزا عبدالمعید نے خط گلفام کی ایجاد کے وقت چینی خط کو اپنے لیے نمونہ بنایا ہو' تاریخی مضامین میں ایک مضمون ہشام بن عبدالملک متوفی ۲۴۲ء کے عہد کے ایک سکہ کے تعارف میں ہے اور ضمناً اسلام میں ٹکسال کی ایجاد کی تاریخ اور اسلامی سکوں کی خصوصیات بھی زیر گفتگو آگئی ہیں' ایک مقالہ میں شاہ عباس کے عہد کے ایک مصوّر رضائے عباسی کی تین نادر تصویروں کا تذکرہ ہے' ۱۹۴۸ء میں جب برما آزاد ہوا تو فاضل مصنف ایک اعلیٰ فوجی افسر کی حیثیت سے شمالی برما کے مشہور مقام میمیو میں مقیم تھے اس لیے اس وقت برما میں جو نہایت سخت خانہ جنگی ہوئی اسے موصوف نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے' ایک مقالہ میں یہ پوری سرگذشت بیان کی ہے' تاریخی اعتبار سے یہ نہایت اہم ہے' کیوں کہ اس میں بعض چشمدید واقعات ایسے آگئے ہیں جو کہیں اور نہیں ملیں گے' ایک مضمون میں خواجہ صاحب نے تقسیم سے پہلے کے لاہور کا ماتم بڑی حسرت اور درد سے کیا ہے' جو حرف بحرف بالکل صحیح ہے اور تبصرہ نگار اس میں ان کا شریک ہے' مہلب بن ابی صفرہ اور ایران پر الگ الگ جو مضمون ہیں وہ بھی پڑھنے کے لائق ہیں' آخر میں دو مضمون علی الترتیب مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا ابوالکلام آزاد پر ہیں' یہ دونوں مضمون اگرچہ خواجہ صاحب کی غیر مطبوعہ خود نوشت سوانح عمری کے دو باب ہیں' لیکن ان دونوں بزرگوں کے متعلق خواجہ صاحب نے اپنے بعض جو ذاتی مشاہدات و تاثرات قلم بند کئے ہیں وہ بہت سے لوگوں کے لیے سبق آموز اور عبرت آفریں ہوں گے' مولانا ابوالکلام آزاد پر مضمون کے ماتحت خواجہ صاحب نے ہم خدام